

212378- خواتین کے قبرستان جانے کے بارے میں ایک شبہ اور اسکا رد

سوال

سوال: مستدرک حاکم کی روایت نمبر: (1392) جس میں خواتین کے قبرستان میں جانے کا ذکر ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟

پسندیدہ جواب

اول:

خواتین کے قبرستان جانے کے بارے میں تین مختلف آراء ہیں:

1- حرام ہے۔

2- حرام تو نہیں مگر وہ ہے۔

3- مکروہ بھی نہیں ہے، انکے لئے قبرستان میں جانا جائز ہے۔

ماخوذ از: ابن قیم کی کتاب: "تہذیب السنن" (2/106-107)

ویب سائٹ پر پہلے قول کو اختیار کیا گیا ہے، اس کیلئے سوال نمبر: (8198)

اور (34464) کا مطالعہ کریں۔

دوم:

قبروں کی زیارت جائز قرار دینے والوں کی دلیل وہ روایت ہے جسے حاکم (1392) نے اور

انہی کی سند سے بیہقی (7207) نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ: "عائشہ

رضی اللہ عنہا ایک دن قبرستان سے آرہی تھیں، تو میں نے اُن سے عرض کیا:

ام المؤمنین! آپ کہاں سے آرہی ہیں؟

تو انہوں نے کہا: اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر کی قبر سے۔

میں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع نہیں فرمایا؟

تو انہوں نے فرمایا: ہاں! منع کیا تھا، لیکن بعد میں قبروں کی زیارت کرنے کا حکم

دیا تھا"

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اسکے تمام راوی ثقہ ہیں، حافظ عراقی کہتے ہیں کہ: "ابن

ابن دنیانے اپنی کتاب "القبور" میں اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے"

دیکھیں: "تخریج أحادیث الإحياء" (ص 1872)

اور البانی رحمہ اللہ نے اسے "الإرواء" (3/233) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اور ابن ماجہ (1570) نے مختصراً اسے روایت کیا ہے، اس میں لفظ یوں ہیں: عائشہ رضی

اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے

کی رخصت دی۔

اسے بوسیری نے ”الرواند“ (2/42) میں صحیح کہا ہے۔

اور ترمذی (1055) میں عبداللہ بن ابی ملیکہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ: ”عبد الرحمن بن ابو بکر کی وفات“ جُشی ”جگہ پر ہوئی تو انہیں مکہ لے جایا گیا، اور وہیں پر تدفین ہوئی، چنانچہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمن بن ابو بکر کی قبر پر آئیں تو یہ شعر کہے:

وَلَمَّا كُنْتُمَا نِيَّ جَدِيْمَةَ

حَقِيْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَبِيْضَ عَا

ہم جدیمہ [عراق اور جزیرہ عرب کا

ایک بادشاہ] کے دو مشیروں کی طرح لمبی زندگی اٹھے رہے، حتیٰ کہ یہ مشہور ہو گیا کہ اب ان دونوں میں جدائی نہیں ہوگی۔

فَلَمَّا تَفَرَّقَا كَانَتْ

وَمَا لَكَ لَطْوَلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَسْتَلِيْمَةَ

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسے لگا

کہ میں اور مالک [شاعر کا بھائی جس کیلئے مرثیہ کہا جا رہا ہے] اتنی لمبی صحبت کے باوجود ایک رات بھی اٹھے نہیں رہے۔

شعر کہنے کے بعد انہوں نے کہا: ”اللہ کی قسم اگر میں وفات کے وقت تمہارے پاس ہوتی تو تمہیں وہیں دفنایا جاتا جہاں تم فوت ہوئے، اور اگر میں تمہارے پاس ہوتی تو تمہاری زیارت کیلئے نہ آتی“

اس حدیث کو ابوبانی نے ”ضعیف ترمذی“ میں ضعیف قرار دیا ہے۔

قبرستان جانے سے روکنے والے علمائے کرام نے اس حدیث کی متعدد توجیہات بیان کی ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

— عائشہ رضی اللہ عنہا قبر کی زیارت کیلئے نہیں گئیں تھیں، بلکہ وہ حج کیلئے گئیں

تھیں، چنانچہ جب وہ قبر کے پاس سے گزریں تو دعا کیلئے کھڑی ہو گئیں۔

— اور اگر مان بھی لیا جائے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبر کی زیارت کیلئے ہی گئیں

تھیں، تو یہ آپ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد تھا، جو کہ خواتین کے قبرستان جانے سے منع کرنے کیلئے وارد ثابت شدہ احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

— اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا کہ: ”منع کیا تھا، لیکن بعد میں قبروں کی

زیارت کرنے کا حکم دیا تھا“ یہ عام الفاظ ہیں جن میں خواتین کے بارے میں قبروں کی

زیارت کا حکم بیان نہیں کیا گیا، چنانچہ یہ الفاظ ایسے ہی ہیں جیسے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے فرمان: (میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا، اب قبروں کی زیارت کرو) مسلم: (977) میں ہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "۔۔۔ عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ حج کیلئے تشریف لائی تھیں، تو جب راستے میں اپنے بھائی کی قبر کے قریب سے گزریں تو وہاں کھڑی ہو گئیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ حرج والی بات یہ ہے کہ خواتین قبروں کی زیارت کی نیت کر کے گھر سے جائیں، اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ انہوں نے اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کی نیت کی تھی، تو انہوں نے ہی یہ کہا ہے کہ: "اگر میں [اس وقت] تمہارے پاس ہوتی تو تمہاری زیارت کیلئے نہ آتی" چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی درست بات یہی تھی کہ خواتین کیلئے قبروں کی زیارت جائز نہیں ہے، وگرنہ انکی یہ بات بالکل بے معنی ہو جائے گی۔

جبکہ بیہقی کی روایت میں مذکور آپکا کہنا کہ: "منع کیا تھا، لیکن بعد میں قبروں کی زیارت کرنے کا حکم دیا تھا"۔۔۔ اگر یہ صحیح ثابت ہو تو یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے تاویل ہوگی، جیسے کہ دیگر لوگوں نے بھی خواتین کے قبرستان جانے کے بارے میں تاویلات کی ہیں، جبکہ حجت تو صرف معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہوتی ہے، راوی کی تاویل حجت نہیں بن سکتی، [ہاں] راوی کی تاویل اس وقت قابل قبول ہوگی جب وہ اپنے سے مضبوط دلیل سے متضاد نہ ہو، لیکن [یہاں] اس تاویل کا تصادم ان احادیث سے ہو رہا ہے جن میں قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا ہے "انتہی

"تہذیب السنن" (111-2/110)

مزید کیلئے دیکھیں: "مجموع فتاویٰ و رسائل عثمانیہ" (430/9) اور "فتاویٰ البیہ

الدائمہ" (103/9)

واللہ اعلم۔